**OPEN ACCESS** S

***Journal of Islamic & Religious Studies***

***ISSN (Online):******2519-7118***

***ISSN (Print): 2518-5330***

***www.uoh.edu.pk/jirs***

# درآمدات وبرآمدات کا اسلامی منہاج : حضرت عمر فاروقؓ کی بصیرت کےتناظرمیں تحقیقی جائزہ

Islamic Approach towards Import and Export: A Research Analysis in the Context of Umar’s (RA) Vision

Kaleem Ullah

Lecture, Department of Islamic Studies,

Lakki University, Lakki Marwat

Dr. Irfan Ullah

Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Research

University of Science & Technology, Bannu

**Version of Record Online/Print:** 01-12-2020

**Accepted:** 01-11-2020

**Received:** 31-07-2020

**Abstract**

International trade relations are a branch of economics that deals with trade between countries. It covers exports and imports of goods and services. Besides, international treaties and their International institutions are also analyzed. Also, the measure of the development of any country is that there should be high imports and exports. In various respects, a large part of the foreign exchange that we collect throughout the year is spent on importing various goods from other countries. That is why our economy cannot grow as fast as it should. One of the reasons why our foreign exchange reserves have not increased significantly is the gap between imports and exports. As far as the United States, the United Kingdom, and Europe are concerned, we have a trade deficit with many countries in the region because we order more and export less. In this way, bilateral trade is beneficial for them, but not for us. As the field of international economic relations is getting wider and wider day by day and its importance is increasing, the more the country develops, the more it evolves. The level of international economic relations at that time was not as high as they were in the time of Hazrat Omar. The trade reserves did not pass close to the status of the exchange. But the knowledge of international economic relations on Islamic Minhaj. In terms of age, Hazrat Omar's economic knowledge and insight were much higher than the people of that time. The rules and regulations that you have laid down for him. At every age, every country and every person strives to gain benefits and gains through international economic relations and to avoid difficulties and losses. So, in this article, the light of the thoughts and insights of the Islamic Minhaj Hazrat Umar RA on international trade will be presenting a research review.

**Keywords**: Hazrat Umar (R.A), Import, Export, Goods, Islamic Minhaj

## بین الا قوامی اقتصادی تعلقات کی اہمیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: (وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا) [[1]](#endnote-2) ۔ زمین کی تخلیق سے متعلق آیت کے اس قطعہ کی تفسیر میں علامہ قرطبی فرماتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ نے ہر شہر میں کچھ خاص ایسے تجارتی سامان ،درخت ،پھل اور دوسرے منافع و سامان پیداکئے ہیں جو دوسرے شہروں میں نہیں ہوتے تاکہ ایک دوسرے سے تجارت او ر اسفار کے ذریعے حاصل کئے جاسکیں۔"[[2]](#endnote-3)

یہی وہ مبادلہ کی اشیاء ہیں جن کی عالمی سطح پر ضرورت محسوس کی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ انسانی حاجات پوری کی جاسکیں اور منافع کا مبادلہ ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں انسانی حاجات پوری کرنے کے لئے کافی وسائل پیدافرمائے ہیں بشرطیکہ اس میں رشد اور صلاح کا منہج اختیار کیاجائے ورنہ وہاں عجز اور قصور آتا ہے جو انسانی سلوک کی طرف راجع ہوتا ہے ۔

ملکی سطح پر ہر ملک میں بعض وسائل کی کمی محسو س ہوتی ہے کیوں کہ بعض وسائل کا فی مقدار میں پائے جاتےہیں اور بعض بقدر کفایت پائے جاتے ہیں لہٰذا بین الاقوامی سطح پر ان کے تبادلے کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے۔ اقوامِ عالم میں بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کی بے حد اہمیت ہے کیونکہ کوئی بھی ملک ہر چیز کی اتنی پیداوار پیدا نہیں کرسکتا کہ ان کے شہریوں کے ضروریات کے لئے کا فی ہوں نیز دوسرے ممالک کے ساتھ تجارت کا مثبت اثر ان کے وسائل پر پڑتا ہے اور قوموں کے پاس جن اشیاء کی کمی ہو، خواہ خدمات کی صورت میں ہو یا سامان کی صورت میں ہو، ان تمام کو اپنے ملک میں لانے کی سعی اور کوشش کی جاتی ہے ۔

## تحقیق کا بنیادی سوال

1. بین الااقوامی اقتصادی تعلقات کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں کیا طریقہ کار اختیار کیا تھا؟
2. حضرت عمر فاروقؓ کی پالیسیوں سے کون سے ایسے قواعد و ضوابط اخذ ہوتے ہیں جو اسلامی ریاست کی امتیازی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے ایک جدید اسلامی وفلاحی ریاست کی تعمیر وتشکیل کا حل دریافت کرسکیں ؟

## سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

مسلمانوں نے جس محبت اورجانفشانی سے تاریخ اسلام خصوصا سیرت نبوی اورخلافت راشدہ کی تاریخ کو نا صرف محفوظ کیا بلکہ ان کا تحقیقی جائزہ بھی پیش کیاہے۔ ماضی قریب میں محققین نے حضرت عمرؓ کے حوالے سے جو بنیادی کام پیش کیا ہے، ان میں فصل الخطاب فی سیرۃ عمر بن الخطاب از علی محمد الصلابی،[[3]](#endnote-4) عبقریۃ عمر از عباس محمودالعقاد،[[4]](#endnote-5) الفاروق القائد از محمودشیث خطاب،[[5]](#endnote-6) موسوعۃ فقہ عمر بن الخطاب از محمد رواس قلعہ جی،[[6]](#endnote-7) الفاروق العمر از محمد حسین ھیکل،[[7]](#endnote-8) الیرموک والفتح العمری الاسلامی للقدس از سہیل زکار[[8]](#endnote-9) اور الفاروق از مولانا شبلی نعمانی [[9]](#endnote-10) جیسی اہم تالیفات اس حوالے سے موجود ہیں۔

زیر نظر مقالہ اس لحاظ سے منفر د ہے کہ اس میں بین الا قوامی اقتصادی تعلقات(درآمدات وبرآمدات ) کے متعلق حضرت عمرؓ کی بصیرت، جس کی وجہ سے عرب قدیم انسانی دنیا کے ترقی یافتہ قوم بن کر ابھرے، کا جائزہ اصل مآخذ سے پیش کیا گیا ہے اور ان کے کے مطالعہ سے ایسے اصول منضبط کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کی روشنی میں اقتصادی معاملات کو اسلامی اورفلاحی بنیاد فراہم کی جاسکتی ہے۔

## منہج تحقیق

بنیادی طور پر اس تحقیق میں "Qualitative Research " کو اپنایا گیا ہے اور موضوع سے متعلق حضرت عمر ؓ کی مرویات اور اقدامات کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد معاصر حالات میں ممکنہ صورتیں پیش کی گئی ہیں۔

## حضر ت عمر فاروقؓ کے نزدیک بین الا قوامی اقتصادی تعلقات کی اہمیت

حضرت عمرؓ ایک شہر سے دوسرے شہر تجارت کے لئے سامان لے جانے اورلانے پر بہت زیادہ زور دیتے تھے تاکہ مسلمانوں کی ضروریات پوری ہوسکیں۔ آپؓ ایسی تجارت کو ناپسند کرتے تھے جس میں نقل وحرکت اور سفر نہ ہو اور ذخیرہ اندوزی اور مونوپلی کی صورت اختیار کرے ۔آپؓ کے اقوال میں سے ہے :

"لاَ حُكْرَةَ فِي سُوقِنَا. لاَ يَعْمِدُ رِجَالٌ، بِأَيْدِيهِمْ فُضُولٌ مِنْ أَذْهَابٍ، إِلَى رِزْقٍ مِنْ رِزْقِ اللهِ نَزَلَ بِسَاحَتِنَا. فَيَحْتَكِرُونَهُ عَلَيْنَا. وَلَكِنْ أَيُّمَا جَالِبٍ جَلَبَ عَلَى عَمُودِ كَبِدِهِ فِي الشِّتَاءِ، وَالصَّيْفِ. فَذلِكَ ضَيْفُ عُمَرَ. فَلْيَبِعْ كَيْفَ شَاءَ اللهُ. وَلْيُمْسِكْ كَيْفَ شَاءَ اللهُ."[[10]](#endnote-11)

" ہمارے بازار میں کوئی ذخیرہ اندوزی نہیں ہوگی۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں حاجت سے زیادہ روپیہ ہے وہ، ہمارے ملک میں آنے والے کسی غلہ کو، خرید کر ذخیرہ اندوزی نہ کریں۔ جو شخص گرمی، سردی میں تکلیف اٹھاکر ہمارے ملک میں غلہ لائے تو وہ عمر کا مہمان ہے، جس طرح اللہ کو منظور ہو بیچے اور جس طرح اللہ کو منظور ہو رکھ چھوڑے۔"

حضرت عمرؓ فرماتے :

"يا معشر التجار، لا تتجروا علينا في زماننا، لا تتجروا علينا في سوقنا، فمن حضركم عند بيع من المسلمين فهو فيه كأحدكم، ولكن سيروا في الآفاق فاجلبوا علينا ثم بيعوا كيف شئتم"[[11]](#endnote-12)

"اے تاجروں کی جماعت! ہمارے زمانے میں ہم پر تجارت نہ کرو ،ہم پر ہمارے بازار میں تجارت نہ کرو،سو تم میں سےجو مسلمانوں کی خرید وفروخت کے وقت موجود ہو تو وہ تمہارے جیسے ہوگا، لیکن تم آفاق میں گھومو، پھر ہمارے لئے (مال ) درآمد کر کے لاؤ اور جیسے چاہو بیچو۔"

## حضرت عمرؓ سے درآمدات اوربرآمدات کی اہمیت کے بارے میں مزید منقول روایات :

* ایک روایت میں ہے کہ اہل حرب میں سے بعض تاجروں نے تجارت کی غرض سے اسلامی شہروں میں داخلے کی اجازت مانگی تو حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا ۔انھوں نے سمجھا کہ ان تاجروں کے داخلے میں مسلمانوں کی مصلحت ہے لہذاانہیں داخلے کی اجازت دی گئی۔[[12]](#endnote-13)
* حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں نے بعض غیر مسلم ملکو ں سے معاہدے کئے تھے ان معاہدات میں مسلمانوں اور غیر مسلم ملکوں کے شہریوں کے درمیان تجارتی تبادلے پر اتفاق بھی ہواتھا۔[[13]](#endnote-14) عملی طور پر بعض مسلمان تاجر غیر مسلم شہروں میں تجارت کی غرض سے جاتے تھے لیکن کسی نے ان پر نکیر نہیں کی۔
* حضرت عمرؓ تاجر مسلمانوں سے غیر مسلم ریاستوں کے سلوک کے بارے میں پوچھتے تھے اور ان کے احوال معلوم کرتے ۔جیسے روایت میں ہے :

"سأل عمر المسلمين: كيف يصنع بكم الحبشة إذا دخلتم أرضهم؟ فقالوا: يأخذون عشر ما معنا قال: فخذوا منهم مثل ما يأخذون منكم."[[14]](#endnote-15)

"حضرت عمرؓ نے مسلمانوں سے پوچھاجب تم اہل حبشہ کی زمین میں داخل ہوتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس جتنا مال تجارت ہو اس کا دسواں حصہ لیتے ہیں۔ توآپؓ نےفرمایا کہ تم بھی ان سے اتنا لیاکروجتنا وہ لیتے ہیں۔"

اس روایت میں حضرت عمرؓ نے مسلمان تاجروں کو حربی تاجر وں کے ساتھ معاملہ بالمثل کا حکم فرمایا ۔ فقہاء نے اس موضوع کو "عشور" کے نام سے تفصیل سے بیان کیا ہے جس میں حربی ،ذمی اور مستامن وغیر ہ کے بارے میں تفصیل سے احکام ذکر کئے ہیں یعنی جب تاجر لوگ دارالاسلام میں تجارت کی غرض سے داخل ہوجائیں ۔

## بین الا قوامی اقتصادی تعلقات(امپورٹ اورایکسپورٹ ) کے قواعد وضوابط

اسلام غیر مسلموں کے ساتھ اقتصادی تعلقات کو بغیر قواعد وضوابط نہیں چھوڑتا اور دورحاضر میں بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کے لئے ضوابط وقواعد کی تو بہت زیادہ ضرورت ہے، خصوصاً جب تعلقات ، سیاست ،معاشرے اورثقافت پر اثرانداز ہوں۔ اسی وجہ سے اقتصادی تعلقات صرف اقتصادی تناظر میں نہیں ہونے چاہیئے بلکہ مسلمانوں کی زندگی پر ان تعلقات کے منفی اورمثبت اثرات کا جائزہ لیا جائے اور اقتصادی تعلقات کو اس طریقے سے مرتب کیا جائے کہ جس میں مسلم ریاست، جتنی ممکن ہو، منفعت حاصل کر سکے اورجتنا نقصان متوقع ہو، اس سے بچاجاسکے۔ درج ذیل مختلف قواعد کی روشنی میں اقتصادی تعلقات مرتب کیے جاسکتےہیں :

## 1- سامانِ مبادلہ اور خدمات حلال ہوں:

مسلم ممالک اوردوسرے ملکوں کے درمیان سامانِ مبادلہ یا خدمات کا شرعاً مباح ہونا ضروری ہے۔ سامان یا خدمات حرام ہونے کی صورت میں مسلم ممالک میں داخلے کی اجازت کسی صورت میں نہیں ہونی چاہیئے کیوں کہ اگرتاجر مسلمان ہو تو شرعاً ممنوع اشیاء کی تجارت سے بچنا اس کے لئے ضروری ہے اوراگر تاجر حربی ہو تو اسے مسلم ملک میں تجارت کے لئے داخلے کی اجازت اس شرط پر دی جاتی ہے کہ شاید تجارت میں مسلمانوں کا فائدہ ہواوریہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ جس چیز کو اسلام نے حرام قراردیا ہے اس میں مسلمانوں کا فائدہ نہیں ہوسکتااوراگر ذمی ہو تو انہیں شراب پینے اورخنزیر کے کھانے سے منع نہیں کیا جائےگابشرطیکہ یہ اجازت خاص جگہ اورعلاقے تک محدود ہو نیزیہ کہ ان کی خوردنوشی علی الاعلان نہ ہو۔

حضرت عمرؓ نے یہ شرط بھی اہلِ ذمہ پر عائد کی تھی کہ خنزیر اورشراب کی طرح کی دوسری ممنوعہ اشیاء کی مسلمانوں کے شہروں میں خرید وفروخت نہیں ہوگی اور ان اشیاء کو مسلمانوں کی سرزمین پر ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل نہیں کیا جائے گا۔ مخالفت کی صورت میں حضرت عمرؓ انہیں سزادیتے تھے جیسا کہ روایت میں ہے:

"بلغ عمر أن رجلا من أهل السواد قد أثرى في تجارة الخمر، فكتب: أن اكسروا كل شيء قدرتم له عليه، وسيروا كل ماشية له، ولا يؤوين أحد له شيئا."[[15]](#endnote-16)

"حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ سواد(عراق)کے باشندوں میں سے ایک شخص شراب کی تجارت میں بڑا نفع کما کر امیر بن گیا تو انہوں نے لکھا :اس کی ہر چیز جس تک تمہاری رسائی ہو توڑڈالو ،اس کے تمام چوپایوں کو ہانک کر لے آؤ،اوردیکھو اس کی کسی چیز کو پناہ نہ دو۔"

امپورٹڈ اشیاء کو قابو میں لانا اور شرعاً ممنوع اشیاء کے ملک میں داخلے پر پابندی لگانے میں پیداوار اوراستعمال کا بھی بہت زیادہ دارومدار رہا ہے یعنی جب استہلاک (استعمال )اورپیداوارشرعی قواعد کے پابند ہوں تو پیداواربھی ایسی اشیاء کی نہیں ہو گی جن کا استعمال جائزنہ ہو اورنہ استعمال (استھلاک )ایسی اشیاء کا ہو گا جو شرعاً ناجائز ہو، لہذا شرعاً ممنوع اشیاء کی پیداوار اور درآمد پر پابندی ہونی چاہیئے اور لوگوں سے بھی کہا جائے کہ ان اشیاء کا استعمال نہ کرو ۔

آج کل معاملہ اس کے برعکس چل رہاہے کہ نقصان دہ ،ممنوع اشیاء اورخدمات کی پیداواردرآمد بھی ہورہی ہے اور لوگوں سے بھی کہا جاتا ہےکہ یہ نقصان دہ ہیں ان سے دور رہیں۔ اس کی مثال سگریٹ کا ڈبہ ہے جس پر لکھا ہوتا ہے کہ سگریٹ نوشی صحت کے لئے نقصان دہ ہے لیکن اس کے باوجود آپ کو ہر جگہ سگریٹ ملیں گے اور اسے پیا بھی جاتا ہے۔

دوسری طرف اشیاء کی درآمد اوربیرونی تجارت کو ایسے طریقے سے مرتب کرنا چاہیئے جس سے امت کے عقائد اوراخلاق محفوظ ہوں، نیز مردوں اور عورتوں کی حیاء اورپاکدامنی محفوظ ہو ۔ آج کل اسلامی ممالک کے بازار ایسی اشیاء اور سامان سے بھرے ہوئے ہیں جو کسی صورت مسلمانوں کے اخلاق کے ساتھ میل نہیں کھاتے اور ان کا استعمال بھی غیر مسلموں کے طور وطریقے پر جاری ہے حتیٰ کہ ایک مسلمان پورے بازارمیں اپنی بیٹی کے لئے باوقار کپڑے نہیں پا سکتا۔

بین الاقوامی اقتصادی تعلقات میں سب سے خطرناک اور خلافِ شرع چیز سودی قرضے ہیں۔ یہ ان بڑی مشکلات میں سے ایک ہے جس کی وجہ سے عالمی معیشت خطرے سے دوچار ہے یہاں تک کہ بعض ممالک قرضوں کی زنجیر میں جکڑے جارہے ہیں اور ان قرضوں کی وجہ سے معاشی گراف پستی کی طرف جا رہا ہے۔ سودی قرضے اقتصادی ترقی کے منصوبوں میں رکاوٹ بن رہے ہیں کیونکہ جو منصوبے ان کے ذریعے تیار کئے جاتے ہیں وہ تو نہ اقتصادی ترقی کے لئے ہوتے ہیں اورنہ امت کی ضروریات پوری کرنے، بلکہ ان سے قرضوں کی ادائیگی کی جاتی ہے ۔ سودی قرضے جیسی خطرناک شے سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے حضرت عمرؓ نے نجران کے نصاریٰ کو نکالاتھا جنہوں نے آپ ﷺ کی اس شرط کی مخالفت کی تھی کہ سود کے معاملات نہیں کرو گے۔[[16]](#endnote-17) دوسرے گناہوں کی بنسبت سود کے معاملے میں ان پر سختی کی گئی تھی تاکہ مسلمان ان سے بچے اور ان کے ساتھ خرید وفروخت نہ کرےورنہ مسلمان بھی سودکھائیں گے ۔

## 2۔ بین الاقوامی اقتصادی تعلقات میں ایسی مصلحت پنہاں ہو جو مسلمانوں کے مفاد میں ہو

غیر مسلموں کے ساتھ تجارتی مبادلہ کی مشروعیت اسی بناء پر تھی کہ اس میں ایسی مصلحت موجود ہو جو مسلمانوں کے لئے مفید ہو ۔اب یہ مصلحت کبھی اس صورت میں بھی ہوسکتی ہے کہ مسلمانوں کی مصنوعا ت اور پراڈکٹس کے لئے بیرون مارکیٹ میں راہ ہموار ہوسکے یا ایسے اشیاء کی درآمد ہو جس کے بغیر مسلمانوں کی ضرورت پوری نہیں ہوسکتی یا بیرون ملک میں اسلام کی دعوت کے لئے ماحول سازگار ہوسکے ۔ اس کی دلیل یہ روایت ہے کہ جب حربی لوگوں نے مسلمانوں سے اسلامی ممالک میں تجارت کی غرض سے داخلے کی اجازت مانگی اوراس کے بدلے میں ان سے تجارت اموال میں کسٹم ڈیوٹیز لیاجائے تو حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا ،صحابہ کرام نے مذکورہ طریقے پر اجازت دینے کا مشورہ دیا اور مشورہ میں تمام حاضرین کا اتفاق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے لیے متوقع مصلحت ملحوظ نظر رکھ کر اجازت پر اتفاق کیا ہوا ہوگا ۔اس سے یہ بھی معلوم ہو ا کہ بین الاقوامی تعلقات قائم کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ مسلمانوں کی مصالح دیکھ کر مبصرین ،تجربہ کار اورماہرین سے مشورہ لے کر اتفاق رائے سے کرنی چاہیئے ۔

## نمبر 3۔ بین الاقوامی تجارت میں مسلم ممالک کو ترجیح دی جائے

بنیادی بات یہ ہے کہ تمام مسلمان ایک امت جیسی حیثیت رکھتی ہیں یہ ایک ڈھانچے کی طرح ہیں ۔ان کو متفرق اورمختلف ڈھانچوں میں شمار کرنا اس اصل سے نکالنا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ) [[17]](#endnote-18)”اوریہ وہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اورمیں ہوں تمہارارب سو مجھ سے ڈرتے رہو“۔اس کے باوجود اگر مسلمان مختلف ملکوں اورجماعتوں میں تقسیم ہوجائیں پھر بھی مسلمانوں کےدرمیان آپس میں معاونت کا رشتہ قائم رہنا چاہیئے بلکہ لازمی رکھنا چاہیئے خاص کر اس زمانے میں جب دنیا کے مختلف ممالک مختلف اقتصادی گروپوں میں تقسیم ہیں اورہر اسلامی ملک ان تمام مشکلات کا اکیلامقابلہ نہیں کرسکتا جب تک مسلمانوں کے درمیان اخوت ،معاونت کا رشتہ قائم نہ ہو۔اس کے بارےمیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :(وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ) [[18]](#endnote-19) ” اورایمان والےمرد اورایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں “ حدیث میں ہے : عن النعمان بن بشير، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مثل المؤمنين في توادهم، وتراحمهم، وتعاطفهم مثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى[[19]](#endnote-20)۔ "مسلمان آپس میں محبت و شفقت ، رحمدلی اور لطف و کرم میں ایک جسم کی مانند ہیں، جس کے ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہوتا ہے "۔

یہ نصوص مسلمانو ں کی آپس میں اخوت ،محبت اورایک دوسرے کے ساتھ نصرت اورمعاونت کا تقاضہ کرتے ہیں اورنصرت کی مختلف صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت اقتصادیات کا میدان ہے یعنی امت مسلمہ کے ممالک آپس میں اقتصادیات کے میدان میں ایک دوسرے کو مضبو ط کریں۔حضرت عمرؓ مسلم ریاستوں کے درمیان مضبوط روابط اورتعلقات قائم کرنے کے بہت زیادہ حامی تھے خواہ مسلم ریاستیں آسودہ حالی میں ہوں یا مشکلات سے دوچار ہوں ہر صورت میں بہتر تعلقات برقراررکھنی چاہیئے اوراس کی دلیل یہ ہے کہ جب رمادہ بحران کے سال حجاز میں بھوک اورقحط آئی تو حضرت عمرؓ نے خلافت کے باقی صوبوں سے متاثرہ بھائیوں کے لئے امداد بھیجنے کا مطالبہ کیا اسی مطالبے پر صوبوں نے لبیک کہتے ہوئے پے درپے امدادی قافلے حجاز کے متاثرین کے لئے بھیجوادئے[[20]](#endnote-21) ۔

اسلامی صوبوں اورریاستوں کے درمیان تعاون کی اہمیت کا اندازہ حضرت عمرؓ کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے جو عمروبن العاصؓ کو بھیجاتھا : أما بعد أفتراني هالكا ومن قبلي وتعيش أنت ومن قبلك[[21]](#endnote-22) "امابعد ،کیا تم مجھے اورمیرے پاس والوں کو مرتا دیکھنا چاہتے ہو ،جب کہ تم اورتمہارے پاس والے عیش میں ہیں ؟"

اسلامی شریعت صوبوں کے درمیان تجارتی سفر اورحرکت کو بہت اہمیت دیتی ہے اس وجہ سے آپؓ نے مصر اورحجاز کے درمیان ربط قائم کرنے کے لئے نہر کھدوایا جس میں کشتیاں چلتی تھیں اوراس کے ذریعے مکہ اورمدینہ کو غلہ لایا جاتا ،جس سےاللہ تعالیٰ نے اہل حرمین کو نفع دیا ،یہاں تک کہ مصر کے نرخ پر غلہ ملتا تھا اور مصر کے ساتھ کاروبار کی وجہ سے مکہ اورمدینہ میں فراخی اورآسودہ حالی آگئی ۔لہٰذا نہر کی وجہ سے مصر کے شہروں سے مال حجاز لایا جاتا اور حجاز سے مصر کے شہروں میں مال بھیجا جاتا[[22]](#endnote-23)۔

## نمبر 4۔ اسلامی سرزمین پر غیر مسلموں کے داخلے کے لئے ادارہ اورتنظیم قائم کرنا

حضرت عمرؓ مسلمانوں کی سرزمین پر غیر مسلموں کے وجود کوایک خطرہ سمجھتے تھے اس لئے آپؓ نے کبھی بھی غیر مسلموں کے لئے مسلم شہروں کے دروازے کھلے نہیں رکھے کہ جو چاہیں مسلمانوں کے شہروں میں داخل ہوجائیں ۔بلکہ آپؓ نے اس کے لئے ایک منظم ترتیب دیا تھا کہ مسلمانوں کے شہر غیر مسلموں کے شر،خطرات اوران کے برے اثرات سے بچ سکے ،خواہ غیر مسلم تجارت یا سرمایہ کاری کے غرض سے کیوں نہ آئیں ۔اس کے ساتھ ساتھ حضرت عمرؓ غیر مسلموں پر اعتماد کرنے میں بڑے محتاط تھے ۔اس کے متعلق آپؓ نے جواقدامات اختیار کئے تھے وہ درج ذیل ہیں :

## نمبر1۔ خاص اوراہم مواضع میں غیر مسلموں کے داخلے پر پابندی البتہ مسلمانوں کی ضرورت کے وقت اجازت

كان عمر لا يأذن لسبي قد احتلم في دخول المدينة [[23]](#endnote-24)"حضرت عمرؓ بالغ غلام کو مدینے میں داخلے کی اجازت نہیں دیتے تھے"۔ آپؓ لشکروں کے امراء کو لکھتے تھے : كان عمر رضي الله عنه يكتب إلى أمراء الجيوش: "لا تجلبوا علينا من العلوج أحدا جرت عليه الموسى[[24]](#endnote-25)"تم لوگ ایسے (غلام )(عجمی )کو نہ لاو،جس کے زیر ناف بال پیداہو(بالغ ہو)"۔

داخلے پر پابندی کے دو وجوہات معلوم ہوتے ہیں :

وجہ اول :مدینے کے رہنے والوں مسلمانوں کے اخلاق اورلغت کی حفاظت مقصودتھی ،کیونکہ یہ مسلمانوں کا دارالخلافہ تھا اوریہاں سے اسلام پھیلاتھا تو ضروری تھا کہ ایسے اقدامات کئے جائیں جس کی وجہ سےیہاں کے مکین تما م منفی اثرات سے محفوظ ہوسکیں۔چھوٹے عجمی بچوں کے داخلے کی اجازت اوربڑے عجمی لوگوں کی ممانعت میں شاید یہ حکمت ہو کہ بچہ جب عرب کے شہر میں داخل ہوگا تو ممکن ہے کہ وہ مستعرب بن جائیں اوراس کے لئے عربی زبان سیکھنا آسان ہوگا نیز معاشرتی اثرات اس پر جلد مرتب ہوتے ہیں ،لہذا انہیں اسلام کی دعوت اوراسلام قبول کرنا آسان ہوگا ۔اس کے برعکس بالغ آدمی اپنی قوم اورزبان سے مانوس ہوتا ہے اس کے لئے عربی زبان سیکھنا اوراپنی قوم کی عادات چھوڑنا مشکل ہوتا ہے لہذا ان کا وجود مسلمانوں کی زبان اوراخلاق پر اثرانداز ہوسکتے ہیں ،اسی وجہ سے ممانعت کا حکم دیا ۔چونکہ عربی زبان مسلمانوں اور اسلام کا شعارہے اورلغات قوموں کے اہم شعائر میں سے ہوتے ہیں جن کے ذریعے تمیز اورپہچان واضح ہوتی ہے ۔نیز کسی زبان کی عادت بنانے سے اس زبان کا عقل ،اخلاق اوردین پر اثر ہوتا ہے ۔،اس لئے جب مسلمان عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان کی عادت بنالیتا ہے تویہ اس کی تخلیق کوکمزورکرتاہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں کا تابع اورمقلد بن جاتا ہے اوروہ اقتصادی ترقی میں استقامت اختیار نہیں کرسکتا ۔اسی وجہ سے حضرت عمرؓ مسلمانوں کو مفتوحہ شہروں میں عربی زبان اوراس میں فقاہت اختیار کرنے پر زور دیتے۔ آپؓ فرماتے : عن عمر رضي الله عنه أنه قال: "تعلموا العربية فإنها من دينكم،[[25]](#endnote-26)"عربی سیکھو یہ تمہارے دین میں سے ہے "۔

حضرت عمرؓ نے عربی زبان کو دوسری زبانوں کے ساتھ خلط ملط ہونے ،اخلاق اور اقدار پر اثرانداز ہونے کے خطرات بھانپ لئے تھے،ا سلئے آپ فرماتے : قال عمر: "ما تكلم الرجل الفارسية إلا خَبّ ولا خَبّ رجل إلا نقصت مروءته"[[26]](#endnote-27) کسی نے فارسی زبان میں بات کی مگر خباثت کی وجہ سے اورخباثت کی وجہ سے مروءت کم ہوجاتی ہے۔

آپؓ عجمی زبانوں سے اثر لینے سے لوگوں کو ڈراتے تھے اورفرماتے: عن عمر رضي الله عنه قال: إياكم ومراطنة الأعاجم"[[27]](#endnote-28)"تم اپنے آپ کو عجمی زبان میں بات کرنے سے بچاؤ"۔

## وجہ دوم :

معاشرے میں امن واستحکام برقرار رکھنے کی خاطر بالغ عجمیوں کے داخلے پر پابندی لگائی کیونکہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو مسلمانوں کے

ساتھ بہت زیادہ بغض اورعداوت رکھتے تھے اورہر وقت مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے ۔اس کی نظیرحضرت عمرؓ کی شہادت ہے جو ایک ایسے غلام کے ہاتھ ہوئی جسے مدینے میں ضرورت کی بناء پر داخلے کی اجازت دی گئی تھی ۔ جب حضرت عمرؓ کو زخمی کردیا اس وقت مسلمانوں کو ممانعت کی وجہ خوب معلوم ہوئی ،بلکہ آپؓ نے خود ابن عباسؓ سے فرمایا: قد كنت أنت وأبوك تحبان أن تكثر العلوج بالمدينة"[[28]](#endnote-29)"تو اورتیرا باپ یہ چاہتے تھے کہ عجمیوں کا آمد مدینے میں زیادہ ہو"۔

## دوسرااقدام: مدت اقامت مقر ر کرنا

حضرت عمرؓ بعض غیر مسلم تاجروں کو تجارت کے لئے مدینہ میں داخلے کی اجازت دیتے اور ان کے لئے تین دن مدت اقامت مقرر کردیتے جس میں ان لوگو ں کے پاس جو سامان اورمال ہوتا کہ وہ بیچ سکے اوراپنی ضروریات پوری کرسکے ۔

## تیسرااقدام : منکرات کا اظہار نہ کرنے کا شرط لگا نا

غیر مسلموں کو مسلمانوں کے شہروں میں شتر بے مہار کی طرح اجازت نہ دی جائے ورنہ یہ اپنے برے افعال اورمنکرات کا اظہار مسلم معاشرے میں مسلمانوں کے سامنے کریں گے جس سے مسلمانوں کے اخلاق اورعقائد پر برے اثرات مرتب ہوں گے۔برے اثرات سے مسلم معاشرہ بچانے کے لئے حضرت عمرؓ نے اہل ذمہ پر کئی ایک شرائط لگائے تھے جیسے کھلم کھلا شراب نہ پینا اورکھلم کھلا اس کا تجار ت نہ کرنا ۔ان کے عورتوں کو سفر سے منع کرنا اورانہیں باوقار رہنے کی ہدایت کرنا ۔اسی طرح ان شروط میں سے کچھ شرائط جو آپ ﷺنے نجران کے نصاریٰ پرلگائے تھے ،کہ سود نہ کھائیں اورنہ سود کے معاملات کریں گے ،، فلما استخلف عمر، قيل: انهم أصابوا الربا وكثروا فخافهم على الاسلام، فأجلاهم[[29]](#endnote-30)جب حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں انہوں نے مذکورہ شرط کی مخالفت کرتے ہوئے سود کھانا شروع کیا تو انھیں جزیرۃ العر ب سے جلاوطن کردئے۔

## چوتھا اقدام : شروط کی خلاف ورزی پر جلاءوطن کرنا

جب مسلمانو ں نے خیبر فتح کیا تو زمین میں کام(کھیتی باڑی )کرنے کی بناء یہود کو رہنے کی اجازت دی ،جس طرح نصاریٰ کو کئی شروط کے ساتھ چھوڑاتھا جب انہوں نے شروط کی خلاف ورزی کی تو آپؓ نے جزیرۃ العرب سے انہیں جلاء وطن کردیا اور جلاء وطن کرنے کااہم سبب امن واستحکام میں خلل ڈالنا تھا اور یہ اس وقت جب خیبر کے یہود نے مسلمانوں کے ساتھ کینہ اوربغض کرتے ہوئے بعض مسلمانوں پر تجاوز کیا وجعل لهم ذمة الله وعهده الا يفتنوا عن دينهم ومراتبهم، ولا يحشروا، ولا يعشروا، واشترط الا يأكلوا الربا، ولا يتعاملوا به فما زال أمرهم جاريا على هذا في خلافة أبي بكر، فلما استخلف عمر، قيل: انهم أصابوا الربا وكثروا فخافهم على الاسلام، فأجلاهم۔۔۔۔۔[[30]](#endnote-31)۔

دوسری طرف حضرت عمرؓ نے جلاءوطنی کو دوسرے مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا ہے جیسے روایت میں ہے، كتب عمر إلى ملك الروم: إنه بلغني أن حيا من أحياء العرب ترك دارنا وأتى دارك، فو الله لتخرجنه أو لننبذن إلى النصارى، ثم لنخرجنهم إليك فأخرجهم ملك الروم ۔[[31]](#endnote-32) "کہ آپؓ نے روم کے بادشاہ کو لکھا :مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ عرب کاایک قبیلہ ہمارا ملک چھوڑکر تمہارے ملک میں داخل ہوا ہے ، اللہ کی قسم تم انہیں ضرور نکالنا ورنہ ہم نصاری ٰ کے ساتھ معاہدہ ختم ہونے کا اعلان کریں گے پھر ہم انہیں نکال کر تمہاری طرف بھیج دیں گے ،سو روم کے بادشاہ نے انھیں نکال دیا"۔

## پانچواں اقدام :مخصوص اہم ذمہ داریاں اوراہم کام سپرد نہ کرنے کی ہدایت

روایات میں آتاہےکہ حضرت عمرؓ مخصوص کاموں میں غیر مسلم مقرر کرنے سے منع فرماتے ، عن أبي موسى رضي الله عنه قال: قلت لعمر رضي الله عنه: إن لي كاتبا نصرانيا قال: ما لك؟ قاتلك الله، أما سمعت الله يقول: {يا أيها الذين آمنوا لا تتخذوا اليهود والنصارى أولياء بعضهم أولياء بعض[[32]](#endnote-33)} ألا اتخذت حنيفا؟ قال: قلت: يا أمير المؤمنين، لي كتابته وله دينه. قال: لا أكرمهم إذ أهانهم الله، ولا أعزهم إذ أذلهم الله، ولا أدنيهم إذ أقصاهم الله[[33]](#endnote-34) "ا بوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں :میں نے حضرت عمرؓ سے کہا :میرا ایک نصرانی کاتب ہے ، آپؓ نے فرمایا :کیا وجہ ہے ؟اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے !کیا آپ نے اللہ کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے : (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ) آپ نے کیوں مسلمان کو کاتب نہیں بنایا ؟راوی کہتا ہے ،میں نے کہا :اے امیر المؤمنین !میرے لئے اس کی کتابت ہے اور اس کا اپنا دین ہے، آپؓ نے فرمایا :تم ان کا اکرام نہ کر جن کو اللہ نے حقیر کردیاہے اور ان کی عزت نہ کرناجن کو اللہ نے ذلیل کردیا ہے اوران کو قریب نہ کرنا جن کو اللہ نے دور کردیا ہے"

مسلمانوں کو جن علو م کی ضرورت تھی حضرت عمرؓ ان علوم کو غیر مسلموں سے سیکھنے پر زور دیتے تھے لیکن ان پر اعتماد کرنے کو ناپسند کرتے تھے، وكتب إليه بعض عماله يستشيره في استعمال الكفار، فقال: إن المال قد كثر، وليس يحصيه إلا هم فاكتب إلينا بما ترى، فكتب إليه: لا تدخلوهم في دينكم ولا تسلموهم ما منعهم الله منه، ولا تأمنوهم على أموالكم، وتعلموا الكتابة فإنما هي الرجال [[34]](#endnote-35) " اس لئے جب کسی عامل نے کفار سے عمل لینے کے بارے میں خط کے ذریعےآپ سے مشورہ مانگا ،جس میں لکھا تھا:مال بہت زیادہ ہے اور ان کا گنتی ان لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا،سو آپ اپنی رائے ہمیں لکھ لینا ،آپ نے انہیں لکھا:ان کو اپنی ذمہ داری میں داخل نہیں کرنا ،اوران کو تسلیم نہیں کرنا جس سے اللہ نے انہیں منع کیا ہے اورتم اپنے اموال میں ان پر اعتمادنہ کرنا اورتم ان سے کتابت سیکھو کیونکہ یہ مردوں کے لئے ہے"۔

غیر مسلموں سے استفادہ کرنا یا ایسا کام سپرد کرنا جن سے مسلمانوں کو فائدہ ہو ماقبل آثار سے ممانعت معلوم نہیں ہوتی البتہ ایسے امور سپرد کرنا جن سے مسلمانوں پر اتھارٹی اور اختیار حاصل ہوتا ہو جیسےمال صدقات کا نگران(امیر )مقررکرنا یا لشکر کا امیر مقررکرنا یا قضاء وغیرہ جس میں دیانتداری کی ضرورت ہو ۔(ایسے امور سپرد کرنا صحیح نہیں ) البتہ اس کے علاوہ علوم یا دوسرے کاموں میں ان سے استفادہ کرنا ممنوع نہیں

اس پر دلائل ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں ۔

حضرت عمرؓ کا ابوھریرۃؓ کو یہ فرمان : ولا تستعن في أمر من أمور المسلمين بمشرك[[35]](#endnote-36) "مسلمانوں کے کسی کام میں مشرک سے مد د نہ لینا "۔حضرت عمرؓ کا ایک نصرانی غلام تھا تو آپ اس سے فرماتے : وكان لعمر رضي الله عنه عبد نصراني فقال له: أسلم حتى نستعين بك على بعض أمور المسلمين، فإنه لا ينبغي لنا أن نستعين على أمرهم بمن ليس منهم، فأبى، فأعتقه وقال: اذهب حيث شئت [[36]](#endnote-37)"اسلام قبول کر تاکہ اپنی امانت میں میں تم سےمدد لوں گا کیونکہ میرے لئے حلال نہیں کہ میں مسلمانوں کی امانت میں تم سے مدد لوں حالانکہ تم مسلمانوں کے دین پر نہ ہوتو اس نے انکار کردیا ،آپ نے اسے آزادکردیا اورفرمایا:جہاں چاہو جاسکتے ہو"۔

یہ آثار مسلمانوں کے خاص معاملات میں ممانعت پر دلالت کرتے ہیں جو خالص دینی قسم کے معاملات تھے ،ورنہ ذمی لوگ اقتصادی شرح نمو بڑھانے میں شریک ہوتے تھے بلکہ انہیں راستوں کی اصلاح ،پل بنانا وغیرہ شرائط مواہدات میں رکھتے تھے ۔حضرت عمرؓ مفتوحہ زمینیں ان ہی علاقے کے لوگوں کے ہاتھ میں دیتے تاکہ ان میں زراعت اورکھیتی باڑی کرے ،نیز غیر مسلموں سے علوم وفنون اورمہارتوں میں استفادہ کرنے سے حضرت عمرؓ منع نہ کرتے بلکہ آپ نے خوددیوان کا نظام فارس والوں سے لیا تھا جب آپ کو اس کے فائدے بتائے گئے۔اسی طرح مدینہ میں بعض قیدیوں کو یہ ڈیوٹی دی گئی تھی ، فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، فداءهم أن يعلموا أولاد الأنصار الكتابة"[[37]](#endnote-38) "کہ وہ مسلمانوں کے بچوں کو کتابت سکھائیں گے "۔

اسی طرح ایک روایت میں آیا ہے كتب عمر بن الخطاب إلى يزيد بن أبي سفيان، أو إلى معاوية أن ابعث إلينا برومي يقيم لنا حساب فرائضنا[[38]](#endnote-39) کہ آپؓ نے شام کے عامل یزید بن ابی سفیان یا معاویہؓ کو پیغام لکھا کہ وہ کسی رومی کو ہمارے پاس بھیج دے تاکہ وہ ہمارے فرائض کا حساب صحیح کردے،کیونکہ اس کا کام صرف حساب کرنا تھا جس میں مسلمانون پر کوئی تسلط نہیں تھا ۔

جس طرح خذیفہؓ اورعثمان بن حنیف کو آپ نے پیغام بھیجاتھا أرسل إلى حذيفة: أن ابعث إلي بدهقان من جوخى. وبعث إلى عثمان بن حنيف: أن ابعث إلي بدهقان من قبل العراق؛ فبعث إليه كل واحد منهما بواحد ومعه ترجمان من أهل الحيرة[[39]](#endnote-40) کہ ان میں سےہر ایک جاگیردار(دہقان )کو بھیجے تاکہ ان سے فتح اسلامی سے پہلے سواد زمینوں کے خراج کے مقدار کے بارے معلومات حاصل کرسکے ،ان دونوں میں سے ہر ایک نے دہقان اور اس کے ساتھ مترجم بھی بھیج دئے ، حضرت عمرؓ نے ان دونوں سے معلومات کے متعلق پوچھ گچھ کی تاکہ ان کے معلومات سے فائدہ اٹھایا جاسکے ۔اور یہ فائدہ اس حد تک اٹھایا جاسکتا ہے جب تک عقیدہ پر اثر اندازنہ ہو اورنہ شریعت کے کسی حکم کے خلاف آتا ہو ۔

## پانچواں اقدام :تجارتی معاہدات

ہر ملک دوسرے ملک کے ساتھ تجارتی معاہدوں کا محتاج ہوتا ہے اورمقصود اس سے تجارتی تبادلے کو منظم کرنا اورانہیں تجارت پر ابھارنا ہوتا ہے تاکہ ملکوں کے درمیان تجارتی مبادلہ مفید اوربارآور ہوسکے ۔

حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں بعض تجارتی معاہدے بھی کئے اور ان میں سے بعض معاہدات اقتصادیات کے متعلق بھی تھے، جیسے ذمیوں کے ساتھ معاہدات ،جب اہل نوبہ کے لوگوں نے صلح پر آمدگی ظاہرکی ،تووہاں عمروبن العاصؓ اور ان کے درمیان محض تجارتی معاہدے بھی ہوئے تھے اور اس میں اس بات پر اتفاق ہوگیا تھا۔ وعلى النوبة،۔۔۔۔۔۔ ولا يمنعوا من تجارة صادرة ولا واردة[[40]](#endnote-41) "کہ مسلمان اور اہل نوبہ کے درمیان تجارتی تبادلہ ہوگا اوربرآمدات ودرآمدات والے اشیاء پر روک ٹوک نہیں ہوگی"

 تجارتی معاہدات جو ایک مسلم ریاست غیر مسلموں کے ساتھ کرناچاہیں ،تومناسب ہے کہ درجہ ذیل بنیادی نکات کو ملحوظ نظر رکھا جائے :

نمبر 1:تجارتی معاہدہ مسلمانوں کے مفاد میں ہو اورایسے نکات پر مشتمل نہ ہو جو شرعاحرام ہو ۔جیسے سودی معاہدات یا حرام اشیاء کی درآمد اوربرآمد پر مبنی ہو ،یا ایسے معاہدات جن سے مسلمانوں کے عقائد اوراخلاق کو نقصان پہنچتا ہو ۔

نمبر2:مسلمان ملک کی امن واستحکام کو ملحوظ نظر رکھا ہو ۔اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے ذمیوں پر یہ شرط عائد کی تھی کہ وہ اپنے گھروں یا کنیسوں وغیرہ میں مسلمانوں کے خلاف جاسوسوں کو پناہ نہیں دیں گے ۔آپؓ ان لوگوں کے ساتھ بڑی سختی کے ساتھ پیش آتے جو لوگ امن وامان میں خلل ڈالتے جس طرح حضرت عمرؓ نے روم کے سرحدات پر اس شہر کو ڈھانے کاحکم دیا تھا جو جاسوسوں کاآماجگاہ بناہواتھا ۔ فإن قبلوا فأعطهم وأجلهم منها وخربها فإن أبوا فأجلهم سنة وانبذ إليهم ثم أجلهم منها وخربها»، قال: فعرض عليهم فأبوا فأجلهم سنة، ثم أجلاهم منها وخربها [[41]](#endnote-42)۔اور اہل کتاب کو جزیرہ عرب سے نکالنے کے اہم اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے امن واما ن میں خلل ڈالتے فأجلاهم۔۔۔۔۔سواسی وجہ سے انہیں جلاوطن کئے تھے[[42]](#endnote-43)۔

نمبر3:اقتصادی معاہدات کے دفعات پر عمل کرنا مسلمانوں کے شرعا امورواجبہ میں سے شمار ہوتا تھا ۔خود حضرت عمرؓ معاہدات پرعمل کرنے پر بہت زیادہ زور دیتے تھے ۔آپ کے ہاں ایک صندوق تھا جس میں معاہدات محفوظ کئے جاتے تھے ۔آپ دوسرے صوبوں سے آنے والے مسلمانوں سےمعاہدین کے متعلق پوچھتے کہ کیا وہ لوگ معاہد وں کی پاسداری کرتے ہیں ؟ فقالوا: ما نعلم إلا وفاء [[43]](#endnote-44) "وہ کہتے :ہمیں تو ان کی پاسداری معلوم ہے"۔

وجاءه رجل، فقال: إن أرض كذا وكذا تحتمل من الخراج أكثر مما عليها، فقال: ليس على أولئك سبيل، إنا صالحناهم[[44]](#endnote-45)"ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا :کہ فلاں فلاں زمین متعینہ خراج سے زیادہ اداکرنے کی قوت رکھتی ہے ،آ پ نےفرمایا :ان لوگوں پر اضافہ کا کوئی جواز نہیں کیونکہ ہم نے ان سے صلح کی ہے"۔

اس میں اس بات پر یہ دلیل ہے کہ کفار اورمسلمانوں کے درمیان جتنی مقدار پراتفاق اورمصالحت ہوجائےتو مصالحت کے بعد ان سے زیادہ مطالبہ کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ معاہدہ پورا نہ کرنے اورتوڑنے میں شمار ہوتا ہے اورمعاہدہ توڑنا کتاب اللہ اورسنت رسول ﷺکی رو سے حرام ہے جب اسلامی ملک غیر مسلم تاجروں کو اپنے ملک میں تجارت کے لئے اجازت دیدیں تو اجازت کی بناء پر اب وہ معاہد بن گئے جن کے لئے حفاظت اورامن مہیا کرنا ریاست کی ذمہ داری ہوگی ان کے نفوس اور اموال کو تعرض کرنا جائز نہیں ہوگا جب تک وہ معاہدات کے پابند ہوں جیسے روایت میں ہے وأوصيه بذمة الله، وذمة رسوله صلى الله عليه وسلم أن يوفى لهم بعهدهم، وأن يقاتل من ورائهم، ولا يكلفوا إلا طاقتهم[[45]](#endnote-46)۔ "اور میں مقرر ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی جو اللہ اور رسول کی ذمہ داری ہے (یعنی غیر مسلموں کی جو اسلامی حکومت کے تحت زندگی گزارتے ہیں) کہ ان سے کئے گئے وعدوں کو پورا کیا جائے۔ انہیں بچا کر لڑا جائے اور طاقت سے زیادہ ان پر کوئی بار نہ ڈالا جائے"۔

حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہؓ کو معاہدین پر ظلم اورتجاوزنہ کرنے کی وصیت کی تھی ،آپ نے فرمایا : وامنع المسلمين من ظلمهم والإضرار بهم وأكل أموالهم إلا بحلها ووفى لهم بشرطهم الذي شرطت لهم في جميع ما أعطيتهم [[46]](#endnote-47)"مسلمانوں کو ان پر ظلم کرنے اورنقصان پہنچانے سے منع کرو ،ناحق ان کے اموال نہ کھا ؤ،جو شرطیں تمہیں (معاہدہ )میں دئے ہیں ان تمام کو پورا کرو"۔

## اقدا م نمبر 7: تجارت خارجہ کے لئے علیحدہ ادارہ ہونا چاہیئے

ماقبل قواعد اوراقدامات کو بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کے میدان میں عملی طور پر نافذ کرنے کے لئے ایک باقاعدہ ادارہ اورکمیٹی ہونی چاہیئے کیونکہ ان تعلقات کو برقراررکھنا اوربارآورثابت کرنا کسی ایک فرد کے بس میں نہیں اس حال میں جب اس کا نہ کوئی نگران ہو اورنہ اس کا کوئی چیک اینڈ بیلینس والا ہو ۔لہذا ایک ایسا نگران ادارہ ضروری ہے جو ان تجارتی تعلقات کو اسلام اورمسلمانوں کے حق میں مفید ثابت کرے ۔ ماقبل باتوں سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہمیشہ دارالخلافہ کے ساتھ رابطے میں رہے تاکہ غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے بارے میں امیر المؤمنین کی رائے معلوم کی جاسکے اوراحوال پرمطلع بھی ہو۔خود حضرت عمرؓ نے یہ کام تنظیم کو سپر د کیا تھا ،عشور (کسٹم ڈیوٹیز) کے مقادیر ،اسلامی ملک میں مدت اقامت مقرر کئے تھے ،اسی طرح امپورٹ اشیاء سے عشور لینے اور اقتصادی تعلقات کے لئے عمال (مؤظفین )مقرر کئے تھے ۔

## اقدام ،قاعدہ نمبر 7:غیر مسلم کی شراکت کی صورت میں اقتصادی وسائل میں اختیار مسلمان کو ہوگا

 یہ قاعدہ حضرت عمرؓ کے ان شرائط میں سے اخذ کیا گیا ہے جو ذمیوں کے ساتھ رکھے تھے ۔آپ نے یہ شرط رکھا تھا کہ تمہارے ساتھ کوئی مسلمان تجارت میں شریک نہیں ہوگا بشرطیکہ تجارت کا اختیار مسلمان کو ہوگا ۔اس قاعدہ میں اہم نکتے کی طرف اشارہ ہے کہ امت کے اقتصادی وسائل پر کفار کے تسلط اورسرداری وحاکمیت کو ختم کرنا ہے ایسا نہ ہو کہ مسلمان محض تابع ہو باقی اسے کسی چیز کا علم نہ ہو ۔ آج کے دور میں اس قاعدے پر عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے خصوصا آئی ،ایم ،ایف اورورلڈبینک کے ہتھکنڈوں کو دیکھ کر حضرت عمرؓ کے اقدامات کے مطابق پالیسیاں بنانی چاہیئے ۔آپ نے اپنے اس فرمان میں نہ صرف غیر مسلموں بلکہ جو مسلمان یا ذمی ،دارالحرب اور دارالاسلام کے درمیانی تجارتی کاروبار جاری رکھتے بلکہ ان پر بھی عشور(ٹیکس )لگانے کی تجویز دی ۔البتہ یہ رعایت دی کہ جس تاجر سے سال میں ایک مرتبہ ٹیکس (عشور)وصول کیاجائے وہ اس کے بعد سال میں جتنی بار بھی آئے ،اس سے دوبارہ نہ لیا جائے ۔پہلی وصولی کے بعد انہیں سال بھر کے لئے رسید لکھ کر دے دی جاتی تھی۔اس سلسلہ میں ایسے مال کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ دوسو درہم یا بیس مثقال کی قیمت سے کم نہ ہو ۔فقہائے اسلام نے اس درآمدی ٹیکس کے جواز کے لئے یہ دلیل پیش کی ہے کہ یہ محصول اسلامی ریاست کی اس حفاظت کا معاوضہ ہے جو وہ درآمد کنندگا ن کو مہیا کرتی ہے [[47]](#endnote-48)۔

## نتائج بحث :

عہد نبوی ﷺکے بعد امت مسلمہ کی نظر میں آپ کے دور باسعادت کو ایک معیار کی حیثیت حاصل رہی ہے حالانکہ آپ ہی کے دور میں خلافت کےحدود بایئس لاکھ مربع میل کو پہنچی تھی اس کے ساتھ ساتھ آپ ہی کے دور میں بحران ،وباء اورقحط وغیرہ بھی آئے تھے آپ کے دور میں جنگیں بھی ہوئیں لیکن اس کے باوجود اس دورمیں خوشحالی تھی اورترقی تھی،کیونکہ حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست اجتہادی بصیرت سے نوازاتھا جو عملی زندگی کے ہر پہلو میں نمایاں تھی ۔آپ اسلام کی روح ،مزاج اورمقاصد ومصالح کو وسیع تر تناظر میں دیکھنے سے بہرہ ور تھے آپ کو مسائل کے ادراک اورمعاملہ فہمی میں کمال درجہ حاصل تھا ۔انفرادی اوراجتماعی مسائل کی تہہ تک پہنچ کر بہت جلد اس کا کوئی حل ڈھونڈ کرامت مسلمہ کے سامنے پیش کرتے تھے ۔آپ نے شورائی اجتہاد کو رواج دیا اور اسی کے مطابق پالیسیاں بنائی ۔ اس لئے آپ نے بین الاقوامی قتصادی تعلقات صرف اقتصادی تناظر میں نہیں بلکہ مسلمانوں کی زندگی پر ان تعلقات کی منفی اورمثبت اثرات کو ملحوظ نظر رکھ کر جائزہ لیا ۔ امت کےنفوس، عقائد اوراخلاق کی حفاظت کا ادراک رکھتے ہوئے اقدامات کئے ۔

عصر حاضر کے سارے مسائل کو حل کرنے کے لئے جہاں ان اوصاف کو اپنانا ضروری ہےوہاں ایک ایسا نظام کار مرتب کرنے کی ضرورت ہے ان اصول وقواعد پر استوار ہو جنہیں مقالے میں مختلف مباحث کے تحت اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

## سفارشات:

 پاکستان ایک آزاد اورخود مختار ملک ہے لیکن اس کی آدھی سے زیادہ آبادی غربت کا شکار ہے بائیس کروڑ میں سے اکثر عوام کے پاس زندگی کی بنیادی ضروریات مہیا نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ برآمدات روز بروز منجمد ہوتے جارہے ہیں اوردرآمدات کی بھر مار جاری ہے نیز سودی قرضوں کا جال مزید پھیلتا جارہاہے اسی صورتحال میں درآمدات اوربرآمدات پالیسیوں پر ازحد توجہ دینے کی ضرورت ہے اس کے لئے درجہ ذیل سفارشات گوش گزار کی جاتی ہے ۔

1. درآمدات وبرآمدات والی اشیاءسامان اورخدمات تبادلے کے طور پر حلال ہو۔
2. بین الاقوامی اقتصادی تعلقات میں ایسی مصلحت پنہاں ہو جو مسلمانوں کے مفاد میں ہو۔
3. بین الاقوامی تجارت میں مسلم ممالک کو ترجیح دی جائے۔
4. اسلامی سرزمین پر غیر مسلموں کے داخلے کے لئے ادارہ اورتنظیم قائم کرنا چاہیے۔
5. خاص اوراہم مواضع میں غیر مسلموں کے داخلے پر پابندی ہونی چاہیے ۔
6. مدت اقامت مقر ر کرنا چاہئیے ۔
7. منکرات کا اظہار نہ کرنے کی شرط لگا نی چاہئیے ۔
8. معاہدہ (شرائط) کی خلاف ورزی پر جلاءوطن کرنا چاہیے ۔
9. مخصوص اہم ذمہ داریاں اوراہم کام سپرد نہ کرنے کی اہتما م ہونی چاہیے ۔
10. تجارتی معاہدات ہونے چاہیے ۔
11. مسلمان ملک کی امن واستحکام کو ملحوظ نظر رکھا جائے ۔
12. تجارت میں غیر مسلم کی شراکت کی صورت میں اقتصادی وسائل میں اختیار مسلمان کو ہونا چاہیے ۔
13. بین الاقوامی قتصادی تعلقات صرف اقتصادی تناظر میں نہ ہو بلکہ مسلمانوں کی زندگی پر ان تعلقات کی منفی اورمثبت اثرات کو ملحوظ نظر رکھ کر جائزہ لیا جائے ۔

مسلمانو ں کی آپس میں اخوت ،محبت اورایک دوسرے کے ساتھ نصرت اورمعاونت کا تقاضہ کرتے ہیں اورنصرت کی مختلف صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت اقتصادیات کا میدان ہے یعنی امت مسلمہ کے ممالک آپس میں اقتصادیات کے میدان میں ایک دوسرے کو مضبو ط کریں۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

1. سورۃ الفصلت، ۱۰

Sūrah al Fuṣilat, 10 [↑](#endnote-ref-2)
2. القرطبي، محمد بن أحمد ، الجامع لاحكام القرآن، دارالكتب المصريۃ، قاهرہ، طبع دوم، ۱۹۶۴ء، ۵: ۳۴۳

Al Qurṭabī, Muḥammad bin Aḥmad, Al Jām’i li Aḥkhām al Qur’ān, (Egypt: Dār al Kutub al Miṣriyyah, 2nd Edition), 5:344. [↑](#endnote-ref-3)
3. معروف عرب سکالر کی تالیف ہے، اصلا عربی میں ہے،۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے جو متعدد زبانوں میں ترجمہ بھی کی جا چکی ہے۔مصنف لیبیا کے ہیں جن کی پیدائش ۱۹۶۳ء میں ہوئی، انقلابی فکر اور سکالرشپ کی وجہ سے مشرق و مغرب میں جانے جاتے ہیں۔ [↑](#endnote-ref-4)
4. فاضل مؤلف(۱۸۸۹ء - ۱۹۶۴ء) عالم عرب کے نامور صاحب قلم تھے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۴۱ء میں مصر سے شائع ہوئی۔اس تالیف میں مؤلف نے آپؓ کی دانش مندی اور اختراع پر خاص توجہ کی ہے۔ [↑](#endnote-ref-5)
5. عربی زبان میں آپؓ پر لکھی گئی معروف کتاب ہے، جو مطبع العانی نے بغداد سے شائع کی ہے۔ ۱۹۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے مؤلف معروف مصری مفکر اور ماہر عسکریات محمود شیث (۱۹۱۹ء - ۱۹۹۸ء) ہیں۔ [↑](#endnote-ref-6)
6. دار النفائس سے ۱۹۸۹ء میں شائع ہونے والی عربی تصنیف ، جس کی ضخامت ۸۹۶صفحات ہے۔ [↑](#endnote-ref-7)
7. فاضل مؤلف (۱۸۸۸ء - ۱۹۵۶ء) مصر سے تعلق رکھتے تھے۔ ۶۲۴ صفحات پر مبنی یہ کتاب مصر سے شائع ہوئی ہے، اس کے تراجم متعدد زبانوں میں موجود ہیں۔پچاس کی دہائی میں یہ کتاب لکھی گئی۔ [↑](#endnote-ref-8)
8. ۲۷۲ صفحات پر مشتمل کتاب ہے، ۲۰۰۲ء میں مصر سے شائع ہوئی۔ بنیادی طور پر بیت المقدس کی فتح کے متعلق ہے ،لیکن بصیرت فاروقی پر بھی تفصیلی مباحث موجود ہیں۔ [↑](#endnote-ref-9)
9. اردو زبان میں برصغیر پاک و ہند میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ پر بہترین کتاب ہے، جو مولانا شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء - ۱۹۱۴ء) کی مایہ ناز تالیف ہے، جس میں آپؓ کی حیات اور کمالات پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ [↑](#endnote-ref-10)
10. مالك بن أنس، الموطأ، مؤسسۃ زاىد بن سلطان للأعمال الخىرىۃ، أبو ظبى، طبع اولى، ۱۴۲۵ھ، حدیث رقم: ۲۳۹۸

Mālik bin Anas, *Al Muwaṭṭā*, (Abu Dhabi: Moa’sasah Zayed bin Sulṭān lil A’māl al Khayriyyah, 1st Edition), Ḥadīth 2398 [↑](#endnote-ref-11)
11. عمر بن شبۃ، تارىخ المدىنۃ، (۱۳۹۹ھ)، ۲: ۷۴۷ - ۷۴۹

‘Umar bin Shibbah, *Tārīkh al Madīnah*, (1399), 2: 747-749. [↑](#endnote-ref-12)
12. أبو يوسف، يعقوب بن ابراهيم، الخراج، المكتبۃ الأزهرىۃ للتراث، ۱: ۱۴۹

Abū Yūsuf, Ya’qūb bin Ibrāhīm, *Kitāb al Khirāj*, (Cairo: Al Maktabah al Azhariyyah, 1990), 1:149 [↑](#endnote-ref-13)
13. أبو عبىد، القاسم بن سلام، كتاب الاموال، دارالفكر، بىروت، حدیث رقم: ۴۰۲

Abū ‘Ubaid, Al Qāsim bin Salām, *Kitāb al Amwāl*, (Beirut: Dār al Fikr), Ḥadīth # 402 [↑](#endnote-ref-14)
14. الصنعانی، عبد الرزاق بن همام،المصنف، المجلس العلمى الهند، گجرات،طبع دوم،۱۴۰۳ھ، حدیث رقم: ۱۰۱۲۱

Al San’ānī, ‘Abd al Razzāq Ibn Hummām, *Al* *Muṣannaf,* (Gujrat: Al Majlis al ‘Ilmī, 2nd Edition 1404 AH), 6:98 [↑](#endnote-ref-15)
15. أبو عبىد، القاسم بن سلام، كتاب الاموال، حدیث رقم: ۲۶۶

Al Qāsim bin Salām, *Kitāb al Amwāl*, Ḥadīth # 266 [↑](#endnote-ref-16)
16. قدامۃ بن جعفر ، الخراج وصناعۃ الكتابۃ، دار الرشىد للنشر، بغداد،طبع اولى، ۱۹۸۱ء، ۱: ۲۷۳

Qudāmah bin Ja’far, *Al Khirāj wa Ṣanā‘ah al Kitābah*, (Baghdad: Dār al Rashīd ,1st Edition 1981 AH), 1:273 [↑](#endnote-ref-17)
17. سورۃ المؤمنون، ۵۲

Sūrah al Mo’minūn, 52 [↑](#endnote-ref-18)
18. سورۃ التوبۃ ، ۷۱

Sūrah Al Tawbah, 71 [↑](#endnote-ref-19)
19. القشىرى، مسلم بن الحجاج،الصحىح المسلم، دار احىاء التراث العربى، بىروت،حدیث رقم: ۲۵۸۶

Al Qushayrī, Muslim bin Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, (Beirut: Dār Iḥyā’ al Turath al ‘Arabī, 1999), Ḥadīth # 2586 [↑](#endnote-ref-20)
20. الطبرى محمد بن جرىر ،تارىخ الرسل والملوك، دار التراث بىروت،طبع دوم، ۱۳۸۷ھ، ۴: ۱۰۰

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Malūk*, (Beirut: Dār al Turāht al ‘Arabī, 2nd Edition, 1387), 4:100 [↑](#endnote-ref-21)
21. محمد بن سعد، الطبقات الكبرى ، دارالكتب العلمىۃبىروت،طبع اولی، ۱۴۱۰ھ، ۳: ۲۳۶

Muḥammad bin Sa’ad, *Al Ṭabqāt al Kubra*, (Beirut: Dār al Kutub al ‘Ilmiyyah, 1st Edition, 1410), 3:236 [↑](#endnote-ref-22)
22. الطبرى، محمد بن جرىر،تاریخ الامم والملوک ،۴: ۱۰۰

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Malūk*, 4:100 [↑](#endnote-ref-23)
23. محمد بن سعد ، الطبقات الكبرىٰ،۳: ۲۶۲

Muḥammad bin Sa’ad, *Al Ṭabqāt al Kubra*, 3:262 [↑](#endnote-ref-24)
24. عمر بن شبۃ ، تارىخ المدىنۃ، ۳: ۸۹۲

‘Umar bin Shibbah, *Tārīkh al Madīnah*, 3:892 [↑](#endnote-ref-25)
25. ابن تىمىۃ، أحمد بن عبد الحلىم، اقتضاء الصراط المستقىم لمخالفۃ أصحاب الجحىم، دارعالم الكتب بىروت طبع سابع، ۱۴۱۹ھ، ۱: ۵۲۸

Ibn Taymiyyah, Aḥmad bin ‘Abd al Ḥalīm, *Iqtiḍah al Ṣirāt al Mustaqīm li Mukhālafah Aṣḥāb al Jaḥīm*, (Beirut: Dār ‘Ālam al Kutub, 7th Edition, 1419), 1:528 [↑](#endnote-ref-26)
26. ایضاً، ۱: ۵۲۲

Ibid., 1:522 [↑](#endnote-ref-27)
27. على بن حسام الدىن،كنز العمال فى سنن الاقوال والافعال، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع خامس، ۱۴۰۱ھ، حدیث رقم: ۹۰۳۴

 ‘Ali bin Ḥussām al Dīn, *Kanz al ‘Ummāl* *fī Sunan al Aqwāl wal Af’āl,* (Beirut: Mo’assasah al Risālah,1401), Ḥadīth # 9034 [↑](#endnote-ref-28)
28. البخاری، محمد بن اسماعیل ،صحیح البخاری، دار طوق النجاة ،طبع اولى، ۱۴۲۲ھ، حدیث رقم: ۳۷۰۰

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ism’āīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī,* (Dār Tawq al Nijjāh, 1st Edition 1422), Ḥadīth # 3700 [↑](#endnote-ref-29)
29. قدامۃ بن جعفر ، الخراج وصناعۃ الكتابۃ، ۱: ۲۷۳

Qudāmah bin Ja’far, *Al Khirāj wa Ṣanā‘ah al Kitābah*, 1:273 [↑](#endnote-ref-30)
30. ایضاً، ۱: ۲۷۳

Ibid., 1:273 [↑](#endnote-ref-31)
31. الطبرى، محمد بن جرىر، تاریخ الامم والملوک ، ۴: ۵۵

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Malūk*, 4:55 [↑](#endnote-ref-32)
32. سورۃ المائد ۃ، ۵۱

Sūrah Al Mā‘idah, 51 [↑](#endnote-ref-33)
33. ابن تىمىۃ، اقتضاء الصراط المستقىم لمخالفۃ أصحاب الجحىم، ۱: ۱۸۵

Ibn Taymiyyah, *Iqtiḍah al Ṣirāt al Mustaqīm li Mukhālafah Aṣḥāb al Jaḥīm*, 1:185 [↑](#endnote-ref-34)
34. ابن قىم، محمد بن أبى بكر، أحكام أهل الذمۃ ، رمادى للنشر، دمام، طبع اولى، ۱۴۱۸ھ، ۱: ۴۵۴

Ibn Qayyam, Muḥammad bin Abī Bakar, Aḥkām Ahl al Dhimmah, (Damam: Ramādī lil Nashr, 1st Edition,1418), 1:454 [↑](#endnote-ref-35)
35. ایضاً، ۱: ۴۵۵

Ibid., 1:455 [↑](#endnote-ref-36)
36. ایضاً، ۱: ۴۵۵

Ibid., 1:455 [↑](#endnote-ref-37)
37. الشىبانى، احمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اولى، ۱۴۲۱ھ، حدیث رقم: ۲۲۱۶

Aḥmad bin Ḥambal, *Al Musnad,* (Beirut: Mo’assasah al Risālah, 1st Edition , 1421), Ḥadīth # 2216 [↑](#endnote-ref-38)
38. البلاذری، أحمد بن ىحىى، جمل من أنساب الاشراف، دار الفكر، بىروت،طبع اولى، ۱۴۱۷ھ، ۱۰: ۳۰۴

Al Baladharī, Aḥmad bin Yaḥyā, *Jumal min Ansāb al ‘Arab*, (Beirut: Dār al Fikr, 1417), 10: 304 [↑](#endnote-ref-39)
39. أبو ىوسف، ىعقوب بن ابراهىم، الخراج، ۱: ۴۸

Abū Yūsuf, *Kitāb al Khirāj*, 1:48 [↑](#endnote-ref-40)
40. الطبرى، محمد بن جرىر، تاریخ الامم والملوک ، ۴: ۱۰۹

Al Ṭabarī, *Tārīkh al Rusul wal Malūk*, 4:109 [↑](#endnote-ref-41)
41. ابن زنجوىہ، الأموال ، مركز الملك فىصل للبحوث، سعودىہ، طبع اولى، ۱۴۰۶ھ، حدیث رقم: ۶۸۷

Ibn Zanjawyah, *Al Amwāl*, (KSA: Markaz al Malik Faisal, 1st Edition, 1406), Ḥadīth # 687 [↑](#endnote-ref-42)
42. قدامہ بن جعفر ، الخراج وصناعۃ الكتابۃ، ۱: ۲۷۳

Qudāmah bin Ja’far, *Al Khirāj wa Ṣanā‘ah al Kitābah*, 1:273 [↑](#endnote-ref-43)
43. الطبرى، محمد بن جرىر، تاریخ الامم والملوک ، ۴: ۸۹

Al Ṭabarī, *Tārīkh al Rusul wal Malūk*, 4:109 [↑](#endnote-ref-44)
44. ابو عبید، القاسم بن سلام، كتاب الاموال، حدیث رقم: ۳۹۰

Al Qāsim bin Salām, *Kitāb al Amwāl*, Ḥadīth # 390 [↑](#endnote-ref-45)
45. البخارى، محمد بن اسماعىل،صحىح البخارى، حدیث رقم: ۳۷۰۰

*Ṣaḥīḥ Al Bukhārī*, Ḥadīth # 3700 [↑](#endnote-ref-46)
46. أبو ىوسف، الخراج، ۱: ۱۵۵

Abū Yūsuf, *Kitāb al Khirāj*, 1:155 [↑](#endnote-ref-47)
47. ایضاً، ۱: ۱۴۸، ۱۴۹

Ibid., 1:148-149 [↑](#endnote-ref-48)